آئینہ انجمن

محرم الحرام 1445ھ، اگست 2023ء

شمارہ نمبر: 54

رابطہ: 7 - 34993436 - 021

www.QuranAcademy.edu.pk

B-375 علامہ شبیر احمد عثمانیؒ روڈ، بلاک 6 گلشن اقبال، کراچی۔

انجمن خدام القرآن
سندھ، کراچی، رجسٹرڈ

اہم موضوعات

ڈاکٹر محمد الیاس
پاکستان اپنی تلاش میں ہے — صفحہ نمبر: 03

ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ
ملفوظاتِ صدر مؤسس انجمن خدام القرآن، کراچی — صفحہ نمبر: 06

شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ
اقتباسِ نگران انجمن خدام القرآن، کراچی — صفحہ نمبر: 07

محمد ارشد
ام المؤمنین سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا — صفحہ نمبر: 08

نعیم صدیقی
حکمت و دانش، اپنی اصلاح آپ — صفحہ نمبر: 10

راحیل گوہر صدیقی
آزادی ایک نعمت عظمیٰ ہے — صفحہ نمبر: 11

مفتی امان اللہ قائم خانی
علم، معلم اور معلومات — صفحہ نمبر: 13

ماہانہ رپورٹ
انجمن خدام القرآن سندھ کے تحت جاری سرگرمیاں — صفحہ نمبر: 17

ماہانہ رپورٹ
شعبۂ ملٹی میڈیا — صفحہ نمبر: 20

B-375 علامہ شبیر احمد عثمانیؒ روڈ، بلاک 6 گلشن اقبال، کراچی۔
انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی، رجسٹرڈ

فرمان الٰہی جل جلالہٗ و فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا. (بنی اسرائیل: 82)

ترجمہ: ہم اس قرآن کے سلسلۂ تنزیل میں وہ کچھ نازل کر رہے ہیں جو ماننے والوں کے لیے تو شفا اور رحمت ہے، مگر ظالموں کے لیے خسارے کے سوا اور کسی چیز میں اضافہ نہیں کرتا۔

تشریح: یعنی جو لوگ اس قرآن کو اپنا رہنما اور اپنے لیے کتاب آئین مان لیں ان کے لیے تو یہ خدا کی رحمت اور ان کے تمام ذہنی، نفسانی، اخلاقی اور تمدنی امراض کا علاج ہے۔ مگر جو ظالم اسے رد کر کے اور اس کی رہنمائی سے منہ موڑ کر اپنے اوپر آپ ظلم کریں ان کو یہ قرآن اُس حالت پر بھی نہیں رہنے دیتا جس پر وہ اس کے نزول سے، یا اس کے جاننے سے پہلے تھے، بلکہ یہ انہیں اُلٹا اس سے زیادہ خسارے میں ڈال دیتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب تک قرآن آیا نہ تھا، یا جب تک وہ اس سے واقف نہ ہوئے تھے، ان کا خسارہ محض جہالت کا خسارہ تھا۔ مگر جب قرآن ان کے سامنے آگیا اور اس نے حق اور باطل کا فرق کھول کر رکھ دیا تو ان پر خدا کی حجت تمام ہوگئی۔ اب اگر وہ اسے رد کر کے گمراہی پر اصرار کرتے ہیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ جاہل نہیں بلکہ ظالم اور باطل پرست اور حق سے نفور ہیں۔ اب ان کی حیثیت وہ ہے جو زہر اور تریاق، دونوں کو دیکھ کر زہر انتخاب کرنے والے کی ہوتی ہے۔ اب اپنی گمراہی کے وہ پورے ذمہ دار، اور ہر گناہ جو اس کے بعد وہ کریں اس کی پوری سزا کے مستحق ہیں۔ یہ خسارہ جہالت کا نہیں بلکہ شرارت کا خسارہ ہے جسے جہالت کے خسارے سے بڑھ کر ہی ہونا چاہیے۔ (تفہیم القرآن۔۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ)

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، قَالَ: «لَوْ أَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِيًا مِنْ ذَهَبٍ أَحَبَّ أَنْ يَكُونَ لَهُ وَادِيَانِ، وَلَنْ يَمْلَأَ فَاهُ إِلَّا التُّرَابُ، وَيَتُوبُ اللهُ عَلَى مَنْ تَابَ». (متفق علیہ، واللفظ للبخاری)

ترجمہ: ابن شہاب سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: مجھے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر ابن آدم (انسان) کے پاس سونے (چاندی) کی ایک وادی بھی ہو تب بھی چاہے گا کہ اس کے پاس (ایک کے بجائے) دو وادیاں ہوں، اس کی ہوس کا منہ تو قبر کی مٹی (موت) کے سوا اور کوئی نہیں بھر سکتا اور اللہ تعالیٰ اسی پر مہربان ہوتا (اور اس ہوس مال وزر سے بچاتا) ہے جو توبہ کرتا ہے۔

تشریح: مال وزر کی ہوس انسان کو اندھا بنا دیتی ہے ساری عمر حرام و حلال کا فرق ناجائز وجائز کی تمیز اور گناہ و ثواب کی پرواہ کیے بغیر ہمہ وقت مال جمع کرنے میں منہمک اور سو کے بعد دو سو ہزار کے بعد دو ہزار لاکھ کے بعد دو لاکھ اور کروڑ کے بعد دو کروڑ کے چکر میں پھنسا رہتا ہے اور جہنم کی طرح ھل من مزید کا نعرہ اس کی زبان پر رہتا ہے۔ یہی ہوس زراندوزی اس سے بے شمار گناہ کراتی ہے اور بے حساب مصیبتوں کا مرتکب بناتی ہے اور ساری عمر اسی گناہ آلود زندگی میں گزر جاتی ہے اور اسی حالت پر مر جاتا ہے اور دوزخ کا کندہ بنتا ہے بجز اس شخص کے جس کو اللہ تعالیٰ اس ہوس زر سے توبہ کرنے اور حلال مال پر قناعت کرنے کی توفیق عطا فرمادیں وہی اس ہوس کے چکر سے نکل سکتا ہے اور گناہوں سے بچ سکتا ہے۔ (خیر الصالحین۔ مولانا ادریس میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ)

پاکستان اپنی تلاش میں ہے

ڈاکٹر محمد الیاس

مدیر تعلیم، انجمن خدام القرآن، سندھ کراچی

پاکستان طویل عرصے سے بحرانوں کا شکار ہے اور ان کی شدت میں بتدریج اضافہ ہورہا ہے۔ سیاسی، اقتصادی، سماجی اور اخلاقی بحرانوں نے پورے ملک کو گھیرا ہوا ہے۔ سیاسی ادارے شکست و ریخت اور عدم اعتمادی کا شکار ہیں۔ اخلاقی بحران نے انسانی اقدار کی دھجیاں اڑادی ہیں۔ قوم ژولیدگی اور منتشر خیالی کے گرداب میں پھنس چکی ہے۔ بیرونی مداخلت اس حد تک بڑھ چکی ہے کہ ملکی استحکام اور قومی خودداری گویا داؤ پر لگی ہوئی ہے۔ ملک و قوم کے اہم فیصلوں کا اسکرپٹ کون لکھتا ہے، یہ پاکستانی قوم کی عقل و فہم سے ماورا ہے۔ صوبوں کے مابین لسانی، نسلی اور باہمی نفرت کی ہوا تیز و تند ہونے لگی ہے۔ پوری قوم ذہنی ہم آہنگی اور ملّی یگانگت کے جذبات سے محروم ہے۔

ہر محب وطن شہری کوفت اور ذہنی اضطراب کا مریض بنا ہوا ہے۔ اسے اپنے وطن کی دیواروں میں جگہ جگہ نمایاں شگاف نظر آرہے ہیں۔ خود اس کا نہ آج اچھا ہے اور نہ مستقبل میں کوئی بہتری کے آثار نظر آتے ہیں۔ ملک کی قیادت لوٹ کھسوٹ میں مصروف ہے، حکمرانوں اور عوام کے درمیان لاتعلقی اور بے حسی کی خلیج گہری ہوتی جارہی ہے۔ عوام اپنی بنیادی ضرورتوں کی دست رس سے دور ہیں۔ پانی، بجلی، گیس کی عدم دستیابی اور اس پر یوٹیلیٹی بلوں میں ہوش ربا اضافہ اور ایسے ہی بے شمار مسائل انسانی زندگی کی راہ میں کوہِ گراں بنے ہوئے ہیں۔

پاکستان کو مغربی استعمار سے آزاد ہوئے 76 برس ہونے کو آئے، مگر یہ وطن آج بھی اپنی اصل شناخت کی تلاش میں ہے۔ تحریک پاکستان میں آزادی کے حصول کے لیے دی ہوئی جان و مال اور عزتوں کی قربانیاں رائیگاں جاتی نظر آتی ہیں۔ مفاد پرست، غدار وطن اور فکر و عمل کی گمراہیوں میں ڈوبے لوگ آج اُس نظریے سے ہی انکاری ہیں جس کے تحت اس خطۂ ارض کا حصول ممکن ہوا تھا۔ آج آزادی کی راہ میں شہیدوں کی قربانیوں پر پانی پھیر کر، حصول پاکستان کی جاں گسل تحریک آزادی کو ہمارے اسلاف کی غلطی اور پچھتاوے کا رنگ دیا جارہا ہے۔

پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہوسکتی لیکن بانیٔ پاکستان کی رحلت کے بعد ہماری سول اور عسکری قیادت بشمول ہمارے ملک کے جاگیر دار، وڈیرے اور سرمایہ داروں نے اسلام کو عملاً نافذ کرنے پر توجہ ہی نہیں دی۔ اقتدار کے بھوکے مفاد پرستوں نے اسلام کو ووٹوں کے حصول کے وقت محض نعروں کی حد تک محدود رکھا۔ کیونکہ اسلام کے عملی نفاذ میں انہیں اپنی چودھراہٹیں خطرے میں نظر آتی تھیں۔ اس پر ستم بالائے ستم یہ کہ وہ عوام جنہوں نے آزادی کے وقت اسلام کا نعرہ لگایا تھا ان کی تڑپ بھی اب مضمحل ہوچکی ہے۔ اب تو اسلام سے ہمارے عوام کا تعلق بھی ایک نفسیاتی وابستگی تک ہی رہ گیا ہے۔ چند مراسمِ عبودیت ادا کر کے ہم مطمئن

ہوجاتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اور اسلامی جمہوریہ پاکستان میں رہتے ہیں۔ ہر سال حج بھی کرتے ہیں، قربانیاں بھی دیتے ہیں لیکن روحِ اسلام جس نے استعمار سے آزادی کا جنون اور ولولہ جسم و جاں میں دوڑا دیا تھا وہ اب کہاں ہے؟ دل کو چھلنی کر دینے والا المیہ تو یہ ہے کہ اب تو "پاکستان زندہ باد" کا نعرہ بھی کچھ لوگوں کی سماعتوں پر گراں گزرتا ہے۔

اپنی شناخت کا مسئلہ قوموں کی زندگی میں بہت اہمیت رکھتا ہے اور اس سے ترجیحات کا تعین ہوتا ہے۔ جب ترجیحات طے ہوجاتی ہیں تو اہداف کا تصور واضح ہوتا ہے۔ اور یہی تصور انسان کی ہر جدوجہد کی صحیح سمت مقرر کرتا ہے اور جب سمت کا تعین ذہن کے کینوس پر نقش ہوجائے تو اس کی عملی جدوجہد کے لیے قوت و استحکام انسان کی پشت پناہی کرتے ہیں۔ ہمارا مسئلہ یہی ہے کہ ہم 76 برسوں میں بھی اپنی منزل کا تعین نہیں کر پائے ہیں۔ بحرانوں کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے۔ بحران اقتصادی ہو، سیاسی ہو، اخلاقی اور سماجی ہو ان سب کا محور و منبع مسلم شناخت کا فقدان ہے۔ جب ہمیں یہ علم ہی نہیں کہ ہم کون ہیں، ہمیں کس لیے اس دنیا میں بھیجا گیا ہے، ہمارا اصل تعارف کیا ہے اور یہ ملک ہم نے کس مقصد کے لیے حاصل کیا تھا؟ تو ہم زندگی کے تمام معاملات کو کس سانچے میں ڈھال کر کوئی لائحۂ عمل ترتیب دے سکیں گے؟

اللہ سے ہم نے یہ وعدہ کیا تھا کہ ہمیں ایک علیحدہ سرزمین عطا کردے ہم وہاں تیرا نظام نافذ و قائم کرنے کی جدوجہد کریں گے اور اپنی شناخت کو کبھی ذہنوں سے مٹنے نہیں دیں گے، اسلام ہی ہمارا نظام اور ہمارا ضابطۂ حیات ہوگا۔ لیکن پھر ہمارے تمام وعدے ہوا میں اُڑ گئے اور ہمیں اس بے وفائی کا کوئی پچھتاوا بھی نہیں ہے! پاکستان کو اپنی بقا اور استحکام کے لیے اسلامی نظریے کی اہمیت اور ضرورت اس لیے بھی ہے کہ اس ملک میں مختلف قومیں آباد ہیں، جو مختلف زبانیں بولتی ہیں اور جغرافیائی طور پر ایک دوسرے سے متصل نہیں۔ اُن میں اگر کوئی جذبہ مشترک ہے تو فقط اسلامی جذبہ ہے۔ اگر اس جذبے کو مٹا دیا جائے یا اس میں اضمحلال واقع ہوجائے تو پاکستان کا وجود بھی خطرے میں پڑ سکتا ہے جس کے آثار نظر بھی آنے لگے ہیں۔

قومیں: علاقائی، قومی، لونی، لسانی بنیادوں پر بنتی ہیں جبکہ مسلمان ایک امت ہیں جو ایمان کے رشتے سے بنتی ہے، لہٰذا جس دن ہم نے بحیثیت مسلم امت خود کو پہچان لیا اور اپنے بھولے ہوئے مقصد کو ذہنوں میں اجاگر کرلیا، اسلام کو اپنا مرکز و محور بنالیا اور ایثار و وفا کی راہ پر خود کو ڈال دیا اسی دن سے ہمارے سب بحران ختم ہوجائیں گے اور ہماری ایک منفرد پہچان منظرِ عام پر آجائے گی۔ ان شاء اللہ۔ ورنہ ہر سال اگست کی 14 تاریخ کو سبز ہلالی جھنڈیاں لگا کر، لائیٹیں جلا کر، ملک کے بڑے شہروں میں آزادی کے نام پر سیمینار منعقد کرکے، ریلیاں نکال کر، ملّی نغمے گا کر، آزادی کی سالگرہ کے نام پر بڑے بڑے وزنی کیک کاٹ کر اور ملک و قوم کے لیے ہر چیز کی قربانیاں دینے کے شوگر کوٹڈ وعدے کرکے کچھ بھی ہونے والا نہیں ہے۔

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ
دیتے ہیں دھوکہ یہ بازی گر کھلا

حمدِ باری تعالیٰ جل جلالہٗ
و
نعتِ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حمدِ کثیر تیری شکرِ تمام تیرا
اے مالک دو عالم رحمٰن نام تیرا

تعریف کا ہے تو ہی حقدار دوجہاں میں
ادراک سے ہمارے بالا مقام تیرا

فاراں کی چوٹیوں سے ماہِ عرب جو نکلا
اُس پر صلوٰۃ تیری اُس پر سلام تیرا

رحم و کرم کے والی نظرِ کرم تو کردے
غفار ذات تیری بخشش ہے کام تیرا

عزت کی زندگی دے دنیا و آخرت میں
ہم مانگتے ہیں تجھ سے انعامِ تام تیرا

ہم مانگتے ہیں تجھ سے انعامِ تام تیرا
در ایک ہی ہے جھکنے ذی احترام تیرا

در ایک ہی ہے جھکنے ذی احترام تیرا
بن جائے میرا دل بھی بیتُ الحرام تیرا

کر لے قبول عرضی ہم سب کی اُن کے صدقے
جن پر ہوا ہے نازل خیرُ الکلام تیرا

مفتی شعیب اللہ خان

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رات دن اہلِ جنوں کا جمگھٹا اچھا لگا
جشنِ دربارِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اچھا لگا

اُس طرف جو بھی نظر اُٹھی نچھاور ہوگئی
روضہ اطہر کا ہر اک زاویہ اچھا لگا

آئینہ کی طرح ساری زندگی شفاف ہے
سیرت اقدس کا اک اک واقعہ اچھا لگا

ایک اللہ، ایک قرآن، ایک امت، ایک رسول
ایک پیراہن میں سارا قافلہ اچھا لگا

آنکھ میں آنسو، لبوں پر ذکر، دل میں مدعا
جالیوں کو دور سے بھی چومنا اچھا لگا

کاش میری کاوشوں کو یوں پذیرائی ملے
بس وہ فرمادیں، جو تابش نے کہا اچھا لگا

سید تابش الوری

ملفوظاتِ صدرِ مؤسس انجمن خدام القرآن، کراچی

متوازن مزاج

ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

شاذ ہی ہستیاں ایسی ہیں جن میں دروں بینی اور بروں بینی کی صلاحیتیں کمال توازن کے ساتھ پائی جاتی ہیں۔ جدید علمِ نفسیات کی اصطلاح میں ایسی ہستیوں کو "ambivert" کہا جاتا ہے۔ ان کے اندر حساسیت بھی دونوں طرح کی ہوتی ہے، اپنی عزتِ نفس کا بھی پورا احساس ہوتا ہے اور دوسروں کے دکھ درد کا احساس بھی کامل ہوتا ہے۔ ان کے اندر شجاعت بھی دونوں طرح کی جمع ہوجاتی ہیں، وہ شجاعت بھی جو قوتِ ارادی کی شکل میں انسان کے اندر ہوتی ہے، جس کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ "پہلوانی کسی کو پچھاڑ لینے کا نام نہیں ہے۔ اصل پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھ سکے۔"---اور وہ شجاعت بھی کہ جو ظاہر و باہر ہو، جس کا مشاہدہ لوگ سر کی آنکھوں سے کرتے ہیں۔ اسی طرح ان کی توجہ خارج کی طرف بھی ہوتی ہے اور باطن کی طرف بھی، مظاہر میں بھی ان کی دلچسپیاں یکساں ہوتی ہیں اور حقائق میں بھی۔ یہ مزاج آپ کو شاذ اور بہت مشکل سے ملے گا۔

(بحوالہ: مثیل عیسیٰ علیہ السلام --- علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ)

اقتباس نگرانِ انجمن خدام القرآن، کراچی

دین مکمل ضابطۂ حیات ہے

شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ

تاریخ انسانی اور تاریخ انبیا بتاتی ہے کہ کوئی معاشرہ ہو، ملک ہو، اس کا انتظام چلانا، اس کے معاملات کو ٹھیک کرنا سیاست کہلاتا ہے۔ بنی اسرائیل کی تاریخ کے بارے میں واضح حدیث ملتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ایک نبی جب دنیا سے چلے جاتے تو دوسرے نبی ان کے خلیفہ بنتے، نیابت کرتے۔" ہم جانتے ہیں کہ حضرت داؤد و حضرت سلیمان علیہما السلام کو اللہ نے بادشاہت عطا فرمائی۔ اس تعلق سے دیکھا جائے تو سیاست کا یہ کام انبیا نے بھی کیا ہے۔ اجتماعی معاملات میں اگر اللہ کا حکم نہ چلے تو ہم پورے دین پر عمل نہیں کرسکتے۔ قرآن حکیم کہتا ہے: "اختیار مطلق تو صرف اللہ ہی کا ہے۔" (یوسف: 40) اور اللہ تعالیٰ کا یہ حکم صرف مسجد میں نہ چلے بلکہ معاشرے میں، کاروبار میں، معیشت، عدالت اور ریاستی امور میں بھی چلے، یہ ہے اسلام کا تقاضا۔ دین مکمل ضابطۂ حیات ہے اور اس پر عمل کرنے کا مطالبہ فقط انفرادی زندگی میں ہی نہیں بلکہ اجتماعی زندگی میں بھی ہے۔

اگر ایک اسلامی ریاست واقعتاً قائم ہو اور وہاں معاملات اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق چلیں تو یہ سیاست کا معاملہ عبادت کا درجہ حاصل کر جائے گا، اور یہ کارِ نبوت بھی ہے۔ یعنی یہ سارا طرزِ عمل کوئی دین سے باہر نہیں بلکہ یہ عین دین کا تقاضا ہے اور یہ عبادت بھی ہوگی۔ کیونکہ انبیا و رسل نے یہ کام کرکے دکھایا ہے۔ جو اقبالؔ نے کہا ہے

جدا ہو دیں سے سیاست تو رہ جاتی ہے چنگیزی

(خطاب جمعہ، 20 مئی 2022ء، جامع مسجد شادمان ٹاؤن، کراچی)

تاجِ رسالتؐ کے انمول نگینے

اُمُّ المؤمنین سیدہ سودہ بنتِ زمعہ رضی اللہ عنہا

محمد ارشد

(استاذ قرآن اکیڈمی یٰسین آباد)

ام المومنین سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ظہور نبوت سے چالیس سال قبل قبیلۂ قریش کی شاخ بنو عامر میں پیدا ہوئیں۔ آپ کے والد کا نام زمعہ بن قیس اور والدہ کا نام شموس بنت قیس تھا جو کہ قبیلہ بنو نجار سے تھیں۔ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کا سلسلہ نسب "لُوَیٰ" میں جا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب مبارک سے مل جاتا ہے۔ آپ کا پہلا نکاح حضرت سکران رضی اللہ عنہ سے ہوا جو کہ قدیم الاسلام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں شامل ہیں۔

حضرت سکران رضی اللہ عنہ سے سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کے ایک صاحبزادے عبد الرحمٰن ہوئے۔ جو کہ جنگ جلولا میں شہید ہوئے۔ مؤرخین کے مطابق سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا اپنے خاندان کی پہلی خاتون ہیں جنھوں نے داعی حق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہا اور ایمان لائیں۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ جب اسلام قبول کرنا اپنے آپ کو ہر قسم کی آزمائش میں مبتلا کرنے کے مترادف تھا۔ آپ نے بھی راہ حق میں وہ تمام تکالیف اور سختیاں جھیلیں جو دوسرے مسلمان برداشت کر رہے تھے۔ لیکن اس کے باوجود آپ ایک نہایت گرم جوش مبلغۂ اسلام کی حیثیت سے سامنے آئیں۔

آپ کی مخلصانہ تبلیغ سے متاثر ہو کر آپ کے شوہر مسلمان ہوئے، جن دوسرے افراد نے آپ کی مخلصانہ اور گرم جوش مساعی جمیلہ کی بدولت دعوت حق پر لبیک کہا ان میں عبداللہ بن سہیل بن عمرو، حاطب بن عمرو، سلیط بن عمرو، فاطمہ بنت علقمہ، مالک بن زمعہ، اور ابو سبرہ بن ابی رہم رضی اللہ عنہم کے نام آتے ہیں۔ مسلمانوں پر مشرکین مکہ کے مظالم جب اپنی حد کو پہنچ گئے تو حق تعالیٰ کی جانب سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کی اجازت مرحمت فرمائی، ۵ نبوی ماہ رجب المرجب میں ۱۱ مرد اور ۴ خواتین نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ آپ اور آپ کے شوہر نے مکہ میں رہنے کو ترجیح دی اور ہجرت نہیں کی، اس کے ایک سال بعد ۶ نبوی میں دوبارہ ہجرت کا حکم ہوا اس بار ۸۳ مردوں اور ۲۰ خواتین کے ساتھ آپ اور آپ کے شوہر نے بھی ہجرت کا ارادہ فرمایا اور خاندان والوں کی بھرپور مخالفت کے باوجود آپ اور آپ کے شوہر ہجرت کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ حبشہ میں کچھ عرصہ گزار کر جو مہاجرین واپس مکہ آئے ان میں سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا اور آپ کے شوہر بھی شامل تھے۔

حبشہ سے واپسی کے کچھ عرصہ بعد سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے ایک خواب دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہیں اور اپنے قدم مبارک آپ کی گردن پر رکھے ہیں۔ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے اس خواب کا ذکر اپنے شوہر سے کیا سیدنا سکران رضی اللہ عنہ نے اس خواب کی تعبیریوں کی کہ لگتا ہے کہ میں جلد ہی فوت ہو جاؤں گا اور تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ بن جاؤ گی۔ کچھ ہی دنوں کے بعد سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے ایک خواب اور دیکھا کہ چاند آپ کی آغوش میں آگرا ہے۔ اس خواب کی تعبیر بھی سیدنا سکران رضی اللہ عنہ نے یہی بتائی کہ میں عنقریب فوت ہو جاؤں گا اور تم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجیت کا شرف حاصل ہوگا۔ چنانچہ کچھ ہی عرصہ میں سکران رضی اللہ عنہ کی طبیعت ناساز رہنے لگی اور اسی بیماری میں آپ انتقال کر گئے۔ شوہر کے انتقال پر سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا

بیوگی کے صدمہ سے دوچار تھیں اور یہی زمانہ تھا کہ جس میں حق تعالی کی مشیت نے نبی کریم ﷺ سے عالم اسباب میں دو بہت بڑے سہارے واپس لے لیے ۔ گھر سے باہر نبی کریم ﷺ کو شفیق چچا جناب ابو طالب کی پشت پناہی حاصل تھی اور گھر کے اندر غم خوار، وفا شعار اور جانثار زوجہ سیدہ خدیجۃ الکبری جیسی نعمت کبریٰ حاصل تھی، یہ دونوں سہارے نہ رہے چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اس سال کو عام الحزن کا نام دیا ۔ جو لوگ کسی تحریک سے وابستہ ہوں کسی تحریک کی قیادت کر رہے ہوں ان کے لیے گھر کا سکون کیا معنی رکھتا ہے اس کو بیان نہیں کیا جا سکتا اور اللہ کے نبی کریم ﷺ تو ایک مقدس آسمانی عالمگیر تحریک کی قیادت فرما رہے تھے جس کے حوالے سے آپ ﷺ کو ہر چہار جانب سے اذیتوں کا سامنا تھا ۔

پھر سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد گھر میں اکیلی صاحبزادیوں کی تربیت، گھر کی دیکھ بھال اور سب سے بڑھ کر دعوت واقامت دین کے مقدس مشن کی جدوجہد میں ذہنی یکسوئی ۔ یہ تمام باتیں تقاضا کرتی تھیں کہ آپ ﷺ کی کوئی ایسی رفیقۂ حیات ہو جو آپ ﷺ کو گھریلو تفکرات سے آزاد کر دے اور دعوت واقامت دین کے مقدس عالمگیر مشن میں آپ ﷺ کا دست وبازو بنے ۔ چنانچہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی اہلیہ سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ کو ایک رفیقۂ حیات کی ضرورت ہے اگر آپ ﷺ اذن دیں تو میں کہیں نکاح کا پیغام دوں ؟ آپ ﷺ نے فرمایا کس جگہ ؟ سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی اے اللہ کے نبی کریم ﷺ! اگر آپ ﷺ کسی کنواری سے نکاح کرنا پسند فرمائیں تو آپ ﷺ کے جانثار ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی عائشہ موجود ہے اور اگر کسی بیوہ سے نکاح پسند فرمائیں تو سودہ رضی اللہ عنہا بنت زمعہ ہیں جو آپ ﷺ پر ایمان بھی لا چکی ہیں ۔ اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا : دونوں جگہ پیغام دے دو ۔ اجازت ملنے پر سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا پہلے سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں اور آپ کو اللہ کی طرف سے خیر وبرکت کی بشارت دی اور کہا کہ میں آپ کے لیے اللہ کے نبی کریم ﷺ کا پیغام نکاح لائی ہوں ۔ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا : اللہ کے نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے کے بعد آپ ﷺ کو میری ذات پر پورا اختیار حاصل ہے نبی کریم ﷺ جو فیصلہ فرمائیں وہ مجھے بسر وچشم قبول ہے ۔ اس کے بعد سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا نے زمعہ بن قیس سے کہا کہ میں آپ کے پاس اللہ کے نبی کریم ﷺ کی طرف سے آپ کی بیٹی کے لیے نکاح کا پیغام لائی ہوں انھوں نے بھی بڑی خوشی کا اظہار کیا اور اس پیغام نکاح کو اپنی بیٹی کی خوش قسمتی قرار دیا لیکن کہا کہ سودہ کی مرضی بھی معلوم کر لی جائے جس پر سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں ان کی مرضی معلوم کر چکی ہوں وہ اس رشتے پر بخوشی راضی ہیں ۔ یوں سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کے وہ خواب شرمندہ تعبیر ہونے لگے جو آپ نے سیدنا سکران رضی اللہ عنہ کی حیات میں دیکھے تھے ۔ بوڑھے والد نے اپنی لخت جگر سے نکاح کی اجازت طلب کی اور جب سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے اجازت دے دی تو نبی کریم ﷺ آپ کے گھر تشریف لے گئے ۔ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کے والد ہی نے نکاح پڑھایا اور ۴۰۰ درہم حق مہر مقرر ہوا ۔ یوں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد رمضان ۱۰ نبوی میں سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا ام المومنین بنیں ۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہجرت مدینہ کا حکم آنے سے قبل تین سال سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا مکہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہیں ۔ حالات کی سنگینی کے باعث اللہ کے نبی کریم ﷺ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ بغیر اہل وعیال کے ہجرت پر مجبور ہوئے ۔ نبی کریم ﷺ کی غیر موجودگی میں تقریباً چھ ماہ اماں سودہ رضی اللہ عنہا اللہ کے نبی کریم ﷺ کی صاحبزادیوں کی دیکھ بھال اور تربیت کی کٹھن ذمہ داریاں بحسن خوبی ادا کرتی رہیں، آپ نے صاحبزادیوں کو حقیقی ماں کا پیار دینے میں کوئی کسر روا نہ رکھی ۔ مدینہ تشریف آوری کے بعد اللہ کے نبی کریم ﷺ نے مسجد نبوی کی تعمیر کی اور ساتھ ہی دو مکان تعمیر کرائے ۔ رمضان ۱ ہجری میں اللہ کے نبی کریم ﷺ نے زید بن حارثہ اور ابو رافع رضی اللہ عنہما کو ذمہ داری عطا فرمائی کہ مکہ سے خاندان نبوت کو بحفاظت مدینہ لائیں ۔ چنانچہ دونوں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہما مکہ آئے اور خاندان نبوت کو بحفاظت مدینہ لے آئے ۔ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کے مناقب کے حوالے سے روایت ہے کہ حجاب کا حکم نازل ہونے کے بعد سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا قضائے حاجت کے لیے گھر سے باہر

نکلیں آپ کا جسم بھاری بھر کم تھا لہذا لوگ آپ کو پردے میں بھی پہچان لیا کرتے تھے ۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو دیکھا تو فرمایا : "میں نے آپ کو پہچان لیا ہے" چنانچہ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا واپس پلٹ آئیں ۔ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر میں کھانا تناول فرما رہے تھے ۔ اس دوران سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سارا واقعہ سنایا اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وہ کیفیت طاری ہوئی جو نزول وحی کی نشانی تھی اس کیفیت کے اختتام پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ۔ "تمہیں اپنی حاجات کے لیے باہر نکلنے کی اجازت دے دی گئی ہے ۔" (سورۃ الاحزاب: 59)

اماں سودہ رضی اللہ عنہا کے مزاج شریفہ میں دنیا کی رغبت بالکل نہ تھی مزید صحبت و تربیت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا کی محبت سے آپ کے دل کو مزید پاک کر دیا ۔ سخاوت و فیاضی میں بھی آپ جس مرتبہ پر فائز تھیں وہ بہت کم کسی کو نصیب ہوتا ہے ۔ دست کاری میں مہارت کے باوجود اپنی ساری آمدنی راہ خدا میں بڑی دریا دلی کے ساتھ خرچ کرتیں ۔ مزاج کی اسی دریا دلی ، سخاوت ، اور فیاضی کے باعث حق تعالی نے ایک عجیب شان استغنا تھی جو سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کو عطا فرمائی تھی ۔ ان اوصاف کے ساتھ شریعت کی سختی سے پابندی ، عبادات اور زہد و تقوی آپ کے امتیازی خصائص ہیں ۔ اللہ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ازواج مطہرات سے فرمایا تھا : "میرے بعد گھر میں بیٹھنا" اس ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعمیل سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے اس شان کے ساتھ کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کبھی حج کے لیے بھی تشریف نہیں لے گئیں ۔ فرمایا کہ حج و عمرہ دونوں کر چکی ہوں اب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق گھر میں بیٹھوں گی ۔ زہد اور دنیا سے بے رغبتی کا عالم یہ تھا کہ اپنی باری سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دی اور اس سے مقصود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی اور رضا کا حصول تھا ۔ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے ۲۳ ہجری میں تقریباً ۷۶ سال کی عمر میں وفات پائی ۔

حکمت و دانش

ہدفِ نگاہ

ہم اپنی زندگی کو برقرار رکھنے کے لیے کچھ خواہشات و ضروریات کے زیر بار ہیں ۔ ان خواہشات و ضروریات کو ہمیں چار و ناچار پورا کرنا پڑتا ہے ۔ لیکن انسان محض اپنی خواہشات و ضروریات پوری کرنے میں لگ جائے تو اس کے اندر اخلاقی زندگی سرے سے کروٹ ہی نہیں لیتی اور کوئی روحانی بالیدگی پیدا نہیں ہوتی ۔ اخلاقی زندگی ایسی ذمہ داریوں سے عبارت ہوتی ہے جن کو پورا کرنے کے لیے اپنی خواہشات کی قربانی دینی پڑے ۔ دوسرے لفظوں میں اخلاقی زندگی ایثارِ نفس سے شروع ہوتی ہے ۔ خواہشات میں تمام تر انہماک ہمیں حیوانی زندگی دے سکتا ہے ، لیکن اعلیٰ درجہ کی انسانی زندگی خواہشات کو کسی مقصد اعلیٰ پر قربان کرنے سے حاصل ہوتی ہے ۔ گویا سیرت بنانے اور زندگی سنوارنے اور روحانی و اخلاقی ذاتی مفاد سے بلند تر کوئی ہدفِ نگاہ ہونا چاہیے ، بغیر اس کے نیکی روحانیت ، اخلاقی علو ، تعمیر کردار اور اصلاحِ نفس کا کوئی امکان نہیں ۔

نصب العین اور ہدفِ نگاہ جتنا کم تر اور محدود تر یا بلند تر اور وسیع تر ہوگا اسی کے مطابق انسانی سیرت و کردار میں بلندی و پستی اور وسعت و محدودیت پائی جائے گی ۔ اس کے علاوہ کچھ افراد ایسے بھی ہیں جو خاندان ، قبیلے ، نسل ، قومیت ، وطن ، طبقے یا کسی خاص تنظیم یا جتھے کا مفاد سامنے رکھ کر ایثارِ نفس کرتے ہیں ۔ اس لوگوں کے اندر ایک محدود نوعیت کا کردار تشکیل پاتا ہے ۔ لیکن اسلام نے ہمارے سامنے ساری انسانیت کا مشترک اور وسیع ترین مفاد بطورِ مقصد سامنے رکھا ہے اور ہماری نگاہیں رضائے الٰہی پر مرتکز کی ہیں ۔ اسلام کے اس عظیم نصب العین کو صحیح طور پر اپنا لینے سے عظیم درجے کا کردار تشکیل پاتا ہے ۔ اس سے بڑھ کر کوئی دوسرا نصب العین ایثارِ نفسی نہیں مانگتا ۔ یہ قیمت میں سب سے بڑھ کر گراں بہا ہے ۔

(اپنی اصلاح آپ از نعیم صدیقی)

آزادی ایک نعمتِ عظمیٰ ہے

راحیل گوہر صدیقی

معاون شعبہ تصنیف و تالیف، قرآن اکیڈمی یاسین آباد

انسانوں کی زندگی بے شمار مقاصد کے حصار میں مقید ہوتی ہے۔ ان میں کچھ مقاصد انفرادی نوعیت اور کچھ اجتماعیت کے رنگ میں ہوتے ہیں۔ اجتماعی مقاصد قوموں کے بناؤ بگاڑ میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ مثبت اور تعمیری انداز کے مقاصد قوموں کی عزت و وقار کی بلندی اور ان کی بقا و سلامتی کے ضامن ہوتے ہیں۔ مقاصد اگر جلیل ہوں اور امیدیں قلیل تو ایسی قوم کو مغلوب و مرعوب کرنا دیگر اقوام کے لیے تقریباً ناممکن ہوجاتا ہے، کیونکہ وہی قومیں دنیا میں قوت و شجاعت کی حامل ہوتی ہیں جو اپنے تابناک ماضی سے جڑی رہتی ہیں اور اپنے اعمال کا دیانت داری سے محاسبہ کرتی رہتی ہیں۔ ماضی کی لغزشوں پر نہ صرف کڑی نظر رکھتی ہیں بلکہ اپنے کردار و عمل سے انھیں مٹانے کی کوشش بھی کرتی رہتی ہیں اور نئے جذبے اور ولولے کے ساتھ اپنے طرزِ عمل کو تعمیری سانچوں میں ڈھالنے کے لیے کمر کس لیتی ہیں۔

کسی اچھے مقصد کا حاصل ہوجانا اگر مشکل ہے تو اس کے حصول کے بعد اس مقصد کی اصل روح کو قائم اور اس کو عملی شکل دینا اس سے بھی بڑا اور اہم کام ہے۔ معاشرے میں اعلیٰ اور پروقار مقام و منصب حاصل کرکے اس کو قائم رکھنا اصل چیز ہے ورنہ قوموں کے عروج کو آسمانوں کی بلندیوں پر پہنچ کر قعرِ مذلت کی گھاٹیوں میں گرتے ہوئے بھی دیکھا گیا ہے۔ انسانی تاریخ کے صفحات اس حقیقت کا آئینہ ہیں اور آئینہ جھوٹ نہیں بولتا۔

زمینی حقائق سے نظریں چرانا قوموں کی ترقی میں سدّ راہ بنتا ہے۔ جو قومیں اپنی بقا و سلامتی کے لیے قربانیاں دیتی ہیں ان سے سبق سیکھنا ترقی کی راہ پر گامزن ہونے کے لیے ناگزیر ہے۔ قطع نظر اس سے کہ ان قوموں کی دی ہوئی قربانیاں انسانیت کی فلاح کے لیے تھیں یا محض سیاسی، ثقافتی، معاشی اور سماجی بالادستی قائم رکھنے کی غرض سے تھیں۔ چنانچہ جنگِ عظیم میں اتحادی قوموں نے اپنی بقا اور اپنے حقوق کے حصول کے لیے جو حیرت انگیز قربانیاں دیں ان کی مثال ملنا مشکل ہے۔ اس جنگ میں اتحادی اقوام نے محتاط اندازے کے مطابق پچاس لاکھ سے زائد جوانوں کو قتل کروایا۔ دولت لٹانے کا یہ عالم تھا کہ روس نے اپنی دولت کو اتنی فراغ دلی سے خرچ کیا کہ ملک قحط سالی کا شکار ہوگیا اور اس قحط کے نتیجے میں بالشویک انقلاب نے جنم لیا۔

حصول پاکستان کی جدوجہد بھی ایک اعلیٰ اور عظیم تر مقصد کے لیے کی گئی تھی اور جتنا بڑا مقصد ہوتا ہے اس کے لیے اتنی ہی بڑی قربانی دینی پڑتی ہے۔ چنانچہ برصغیر کے دس لاکھ مسلمانوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ پاکستان کی بنیاد دو قومی نظریہ تھی۔ مدعا یہ تھا کہ برصغیر کے مسلمان ہر لحاظ سے ہندوؤں سے جدا ہیں۔ ہندوؤں کی تاریخ، تصور کائنات، مذہب، معاشرت اور ان کی اقدار سب کچھ اسلامی نظریۂ حیات سے قطعی الگ ہیں۔ اس ماحول میں مسلمان اپنا دینی تشخص قائم نہیں رکھ سکتے۔ چنانچہ اسلامی معاشرت، معیشت، سیاست اور دیگر شعارِ اسلامی پر آزادی

کے ساتھ اسی وقت عمل ہوسکتا ہے جب کہ ایک الگ مسلمان مملکت کا قیام عمل میں لایا جائے اور اسی ضمن میں 23 مارچ 1940 کو قراردادِ پاکستان منظور کرلی گئی اور بالآخر اگست 1947 میں دو قومی نظریہ متشکل ہو کر دنیا کے سامنے آگیا اور پاکستان کی صورت میں ایک آزاد مملکت برصغیر کے مسلمانوں کو حاصل ہوگئی، گویا علامہ اقبال کا خواب حقیقت بن گیا۔

لیکن پھر ہوا کیا؟ اسلامی ریاست کا قیام، اسلام کے مراسمِ عبودیت، رسم و رواج اور شعائرِ اسلامی کو آزادی سے منانے کے جوش و ولولے کے سوتے آزادی ملتے ہی دھیرے دھیرے خشک ہوتے گئے۔ مادہ پرستی، حصول اقتدار کے لیے سازشی گٹھ جوڑ، لوٹ کھسوٹ، قومی خزانے میں خرد برد کر کے بیرونِ ملک میں جائدادیں بنانا، اپنی اولادوں کو شاہانہ ٹھاٹ باٹ کی زندگی فراہم کرنے کے لیے ملک کی دولت بے دریغ ہڑپ کرنا ہمارے اربابِ اقتدار کا شیوہ بن گیا۔ ابھی دو قومی نظریے کی بنیاد پر دنیا کے نقشہ پر ابھرنے والے اسلامی ملک کو 24 برس ہی گزرے تھے کہ سیاسی مگرمچھوں نے اپنے مفاد اور اپنے تختِ اقتدار کے پائے مضبوط کرنے کے لیے ملک کو دو لخت کر دیا۔ اب جو بچا کچھا ہے اس میں بھی سیاسی جوڑ توڑ، سیاسی منافقت، دھڑے بندی اور نفرت کی سیاست کو فروغ دیا جارہا ہے۔

تقسیم ہند میں مسلمانوں نے جان و مال اور آبرو کی قربانیاں کیوں دیں؟ اس کا صحیح شعور آج پاکستانیوں کے حافظے سے محو ہوچکا ہے۔ وہ بھلا بیٹھے ہیں کہ ہمارے بزرگوں نے اسلامی نظام کے احیا اور اسلام کو عملی طور پر اس ارض پاک پر نافذ و قائم کرنے کے لیے کیسی کیسی قربانیاں دی تھیں۔ ہمارے خارجی اور داخلی دشمنوں نے نظریۂ پاکستان کی بنیاد کو ہی مشکوک بنا دیا ہے۔ نئی نسل کے ذہنوں میں یہ زہر بھرا جارہا ہے کہ اس ملک کی اساس ہی غلط تھی، دو قومی نظریہ محض معاشی زبوں حالی سے نجات حاصل کرنے کے لیے گھڑا گیا تھا! ورنہ اتنی قربانیاں دے کر یہ ملک حاصل کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ اس منفی پروپیگنڈے میں ہراول دستے کے طور پر ہمارا پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا اپنا رول بڑی جاں فشانی سے ادا کر رہا ہے۔

ہمیشہ کی طرح اس سال بھی 14 اگست کو حصولِ پاکستان کی یاد تازہ کی جائے گی۔ اس دن ضروری ہے کہ ہمیں بحیثیت مجموعی اپنا محاسبہ کرنا چاہیے کہ 76 برس قبل جن بنیادوں پر قراردادِ پاکستان منظور کی گئی تھی، کیا اس کے تمام تقاضے ہم پورے کر چکے ہیں۔ کیا گزرے ہوئے برسوں میں ہم نے ملک میں اسلام کو آئیڈیالائز کرنے کے لیے کوئی مثبت قدم اٹھایا ہے؟ کیا اسلامی فلاحی ریاست کی صورت گری کی ہم نے انفرادی اور اجتماعی سطح پر کوئی فکر کی ہے، اس طرف کوئی قدم بڑھایا ہے؟ یا 76 برسوں سے ہم اپنی ہی ذات کا طواف کرتے چلے آرہے ہیں۔ اگر دیانت داری سے ہم اپنا محاسبہ کریں تو بلاشبہ ہم سب کو اپنی نالائقیوں، بداعمالیوں، حرص و ہوس، بوالہوسی اور ذلت و رسوائی کے طوق اپنی گردنوں میں نظر آئیں گے۔

اللہ کی نعمتوں کی قدر نہ کرنا انسان کو ہلاکت میں ڈال دیتا ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے کہ

"اگر تم شکر کروگے تو میں تمہیں زیادہ دوں گا اور اگر ناشکری کروگے تو (یاد رکھو) کہ میرا عذاب (بھی) سخت ہے۔" (سورۃ ابراہیم 07)

ہم نے اپنی حماقتوں، لالچ اور مفاد پرستی کے نشے میں آکر ملک کا ایک حصہ گنوا دیا۔ اور اگر اب بھی ہماری آنکھیں نہ کھلیں تو خاکم بدہن موجودہ پاکستان کی سلامتی، بقا اور اس کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت بھی خطرے میں پڑ سکتی ہے۔ ہمارے دشمن تو اس تاک میں رہتے ہیں کہ ذرا ہم کمزوری دکھائیں اور وہ ہمیں ترنوالہ سمجھ کر نگل جائیں۔ کاش کہ ہماری آنکھیں کھل جائیں اور ہم اپنے اسلاف کی اس نعمت کی قدر کر سکیں جو مملکت پاکستان کی صورت میں وہ ہمیں دے کر گئے ہیں۔

علم، معلم اور معلومات

مفتی امان اللہ قائم خانی

استاذ و مسئول شعبہ تصنیف و تالیف، قرآن اکیڈمی یاسین آباد

ٹیکنالوجی کے اس دور جدید میں معلومات کا بہاؤ اور پھیلاؤ اس قدر شدید ہے کہ انسان اس سیل رواں میں مکمل طور پر بہتا چلا جا رہا ہے۔ معلومات کے اس قدر پھیلاؤ کے ساتھ ساتھ اسی ٹیکنالوجی نے ہمیں زائد از ضرورت اشغال، انہماک اور دلچسپیاں بخشی ہیں، جو نہ صرف ہمیں اپنے دیگر علائق سے منقطع کر کے رکھ دیتی ہیں بلکہ بسا اوقات اس عالم میں ہم خود کو بھی قعر نسیان میں کھویا پاتے ہیں۔ یعنی ہماری نفسانی تسکین ہمیں اتنا موقع ہی نہیں دیتی کہ ہم دنیاوی علائق پر توجہ دے سکیں۔ جب دنیاوی علائق کسی خاطر میں نہیں تو روحانی علائق کی کیا مجال کہ عالم عدم سے کسی دریچے کے ذریعے ہی جھانک سکیں۔

اسی دور پر آشوب میں جہاں جا بجا روحانی اضمحلال بڑھتا جا رہا ہے، وہاں ایک المیہ یہ بھی سر چڑھ کر راج کرتا نظر آتا ہے کہ انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا پر جہاں اسلام مخالف یلغاریں، اسلام دشمن نظریات اور غیر اسلامی تصورات پلک جھپکنے کے وقت میں ایک سے سینکڑوں، سینکڑوں سے ہزاروں اور پھر دیکھتے دیکھتے لاکھوں لوگوں تک رسائی حاصل کر کے سادہ لوح مسلمانوں کے نظریات کو متعفن اور آلودہ کرتے رہتے ہیں وہیں بعض مسلمان اس یلغار کا مقابلہ کرنے کے لیے سوشل میڈیا پر اسلامی اسکالر بن کر اپنا کام شروع کر دیتے ہیں۔ ابتدا میں شاید ان کا کام کچھ دردمندانہ جذبات کے ساتھ ہی ہوتا ہوگا (میرے لیے خوش گمانی کا تقاضا یہی ہے کہ میں یوں ہی سمجھوں) مگر جوں جوں ان کے لائک اور فالوورز بڑھتے چلے جاتے ہیں تو یکایک یہ لوگ مجتہد، علامۃ الزمان یا محقق دوران کے درجے تک فائز ہو جاتے ہیں۔ اور پھر رفتہ رفتہ ان سے علمی تحقیقات اور اس سے آگے بڑھ کر تحقیقی تفردات بھی سرزد ہونے لگتے ہیں۔ اور شریعت کے اہم اجتہادی و اتفاقی امور کے بارے میں ان کے اظہار خیال کا سلسلہ بھی شروع ہو جاتا ہے اور انداز سخن کچھ اس طرح ہو جاتا ہے: "میری ریسرچ کے مطابق شریعت میں فلاں چیز کا حکم یہ ہے" یعنی اب آپ محققِ کامل ہو چکے، اسی لیے ریسرچ فرما رہے ہیں۔ "میں نے آج تک ایسی کوئی حدیث نہیں سنی"، یعنی اگر کوئی حدیث ہوگی تو آپ نے ضرور سن رکھی ہوگی۔ یہ بھی عجب انداز ہے۔ "فقہا نے فلاں مسئلہ اپنے زمانے کے حساب سے لکھا ہے، ہمارے زمانے میں مسئلہ یوں ہونا چاہیے"۔ یعنی آپ خود کو اس زمانے کے مقبول فقہا کی مسند پر براجمان دیکھتے ہیں۔

یوں یہ المیہ وقوع پذیر ہوا کہ جو لوگ دین کی تبلیغ یا اشاعت کی خاطر سوشل میڈیا کا رخ کر رہے تھے اب وہ خود ہی لوگوں کے لیے کسی درجے میں دینی فتنہ بن چکے ہیں۔ ستم بالائے ستم یہ ہے کہ اگر آپ اچھا تمسخر کر لیتے ہیں، یا خوب صورت شکل کے مالک ہیں، یا اچھی گفتگو کرنے پر قادر ہیں، یا طنز و

مزاج کے نشتر چلانے پر بہترین عبور رکھتے ہیں لیکن سوشل میڈیا پر خود کو اسلامی اسکالر گردان کر آجاتے ہیں تو سوشل میڈیا کا پلیٹ فارم آپ کو مذکورہ بالا خوبیوں کی بنا پر یقیناً خوش آمدید کہے گا، کشاں کشاں ترقی بھی دے گا اور آپ کی ذکر کردہ خوبیوں کی بنا پر آپ کے فالوورز میں دن بدن اضافہ ہوتا چلا جائے گا، کیونکہ یہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ دور جدید میں معلومات کا بہاؤ انتہائی تیز ہے، جس سے استفادہ کر کے ہر کوئی مفکر اسلام بن بیٹھتا ہے۔ جب کہ حقیقت یہ ہوتی ہے کہ ایسا شخص نہ تو علم کی عین سے واقف ہوتا ہے اور نہ ہی کسی معلم کی باقاعدہ تربیت سے اس کا پالا پڑا ہوتا ہے۔

بہر حال ضروری تمہید کے بعد اصل موضوع سخن کی طرف آتے ہیں اور بات سمجھنے کے لیے ابتدا میں یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ معلومات کیا ہیں، علم کیا ہے اور ان کا معلم سے کیسا اور کس قدر تعلق ہے؟

اول: ہم معلومات کو دیکھیں، تو محض معلومات کا مجموعہ ہمیں خاطر خواہ مقدس معلوم نہیں ہوتا، کیونکہ بحر بے کنار کی مانند پھیلے ہوئے معلومات کے ذخیرے تک اس دور میں مصنوعی ذہانت (artificial intelligence)، آن لائن ویب سائٹس، اور بے شمار سرچ انجن کے ذریعے سے ہماری رسائی ہو جاتی ہے۔ اس رسائی کے لیے نہ تو اخلاص و تقوی اور للّٰہیت کی ضرورت ہوتی ہے، نہ بہت زیادہ ذہانت و قابلیت درکار ہوتی ہے اور نہ ہی بہت زیادہ مال و دولت درکار ہوتی ہے۔ اس لیے یہ ماننا پڑے گا کہ دینی اعتبار سے محض معلومات تک رسائی کوئی لائق ستائش عمل نہیں۔ کیونکہ معلومات کے حصول کے بعد بھی ان معلومات کا تعلق نہ تو انسان کے کسی عقیدے سے وابستہ ہونا ضروری ہے، اور نہ اخلاقیات سے اور نہ اعمال و احساسات سے ان معلومات کا کوئی تعلق حیثیت رکھتا ہے۔ چنانچہ کسی انسان کی شخصیت سازی میں ذخیرہ معلومات کا عمل دخل رتی برابر نہیں ہوتا۔ اس لیے شرعی اعتبار سے یہ انتہائی بے وقعت چیز ہے۔ بلکہ شریعت نے تو ایسی معلومات پر اس سے بھی بڑھ کر حکم لگایا ہے۔ بنی اسرائیل کے وہ لوگ جو عوام کی نظر میں علما تھے، کیونکہ ان کے پاس مذہبی عقائد و اعمال کی معلومات تھیں، لیکن ان کی شخصیت ان معلومات سے بالکل لاتعلق تھی، ان کی مذہبی معلومات نے نہ تو ان کے کردار کو سنوارا، نہ اعمال کو مستقیم کیا اور نہ ان کے دلوں میں ہی کچھ اثر پیدا کیا تھا، اس لیے قرآن مجید میں ان کی مثال یوں دی گئی کہ جیسے کوئی گدھا اپنے اوپر بوجھ لادے ہوئے ہو۔ یعنی قرآن نے ایسی معلومات کی مذمت فرمائی ہے۔

معلومات کے اس تجزیے کے بعد اب ہم علم پر بات کریں گے۔ سب سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ علم کی دو قسمیں ہیں: اول بدیہی اور دوم نظری۔

علم بدیہی اس علم کو کہتے ہیں جس کے حصول کے لیے انسان کسی غور و فکر کا محتاج نہ ہو، بلکہ وہ علم اپنی ذات میں آشکارا ہے۔ مثلاً آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ یعنی سورج مطلع آسمان پر موجود ہے، اس علم کے حصول کے لیے انسان کو غور و فکر کر کے مقدمات کو ترتیب دینے اور پھر ان مقدمات سے نتیجہ نکالنے کی کوئی حاجت نہیں بلکہ سورج خود ہی اپنے وجود پر دلیل ہے۔ لہذا شریعت میں اس علم کو کوئی خاص فضیلت حاصل نہیں، کیونکہ یہ علم اللہ نے اپنی ہر مخلوق میں اس کے شعور کے بقدر ودیعت کر رکھا ہے۔ جس قدر انسان کا شعور پختہ ہوگا اس کے بدیہی علوم اسی قدر دوسروں سے بلندی پر ہوں گے۔ اس لیے ہم یہاں اس علم سے متعلق بات نہیں کریں گے۔

جب کہ علم کی دوسری قسم ہے علم نظری۔ یعنی عقلی سوچ بچار اور غور و خوض کے ذریعے مقدمات قائم کرنا اور پھر ان مقدمات کے ذریعے سے نتائج تک رسائی حاصل کرنا۔ یہ علم اگر دین حق کے لیے حاصل کیا جائے تو یہ انسان کے اخلاق سنوارتا ہے، اسے جادۂ مستقیم پر لاتا ہے، اس سے انسان کا کردار نکھرتا ہے، اس میں کمال اور بلندیاں نمودار ہوتی ہیں۔ اس علم کی مثال ایک نور کا مانند ہے جس کی بابت حق جل شانہ نے ارشاد فرمایا:

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ (سورۃ الزمر: 22)

ترجمہ: کیا وہ شخص جس کے سینے کو اللہ اسلام کے لیے کھول دے اور وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہو (اس کے برابر ہو سکتا ہے جو اپنے رب کے ذکر سے غافل ہو؟)

جی ہاں! اسی علم سے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔ اسی سے متعلق ارشاد فرمایا کہ علم بہت زیادہ عبادت کرنے سے بھی بہتر ہے۔ اسی علم پر رشک کرنے اور اس کی لالچ کو جائز فرمایا گیا۔ ایسے ہی علما کو انبیا کا وارث کہا گیا۔ فرشتے جن کے قدموں میں اپنے پَر بچھاتے ہیں وہ لوگ اسی علم کی طلب میں نکلے ہوتے ہیں۔ انبیا اور شہداء کے علاوہ جنہیں روز قیامت شفاعت کرنے کی اجازت دی جائے گی ان میں علما بھی شامل ہوں گے۔ اس علم کے ذریعے پھیلایا گیا نفع بعد از مرگ بھی انسان کے لیے سود مند ثابت ہوتا ہے۔ اسی علم کو پھیلانے اور انسانوں تک پہنچانے کے لیے حق جلّ وعلا نے اس دنیا میں اپنی مقدس کتابیں بھی نازل فرمائیں۔

لیکن اس علم کے لیے ضروری ہے کہ یہ کسی نہ کسی معلم سے حاصل کیا جائے۔ تاکہ انسان اپنی شرعی اور دینی بصیرت میں جو غور و فکر کرے اس میں خطا کا احتمال کم سے کم رہے۔ اگر کبھی غلطی سے ٹھوکر کھا بھی جائے تو معلم اس کی اصلاح کر دے۔ کہیں سمجھ میں کچھ قصور آ جائے تو معلم اپنے الفاظ و افعال سے افہام و تفہیم کر دے، کہیں تشنگی رہ جائے تو معلم فیضان خداوندی سے جو اسے حاصل ہے تشنہ کو سیراب کر دے۔ اللہ کی نازل کردہ کتب تو بالکل آسان تھیں، ہر شخص ان سے نصیحت حاصل کر سکتا تھا، مگر علم کا خالق یہ بھی تو جانتا تھا کہ اس علم کو سکھانے، اس کی تعلیم دینے کے لیے معلم کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ چنانچہ اس نے ان ہی انسانوں میں سے ایک انسان کو چنا، اسے رسالت سے نوازا اور اسے کتاب کا معلم بنا کر بھیجا:

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ (سورۃ الجمعہ: 02)

ترجمہ: اللہ ہی نے ان پڑھ لوگوں میں انہی میں کا ایک رسول بھیجا جو ان لوگوں پر اس کی آیتیں تلاوت کرتا ہے، اور ان کا تزکیہ کرتا ہے، اور انھیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

اور اس معلم کی تعلیم خود کے ذمہ لی۔ اس طرح انسان کو آسان کتاب کی تعلیم بھی معلم کے ذریعے ہی دلوا کر بتا دیا کہ مجھ تک پہنچنا ہے تو معلم کا ہاتھ ضروری ہے۔ اگر معلم اور اس کی تعلیمات نہ ہوں تو عین ممکن ہے کہ یہی کتاب اپنی تمام تر آسانیوں کے باوجود تمہاری گمراہی کا ذریعہ ثابت ہو۔ ایسے معلم سے علم و عمل سیکھنے والا شخص اگر معلومات کا ذخیرہ کم رکھتا ہو تب بھی وہ پیکر مجسم ہے، شیطان پر ہزاروں عبادت گزاروں سے زیادہ بھاری ہے، خلق خدا کی ہدایت کا ذریعہ ہے، ہدایت ربانی کا سرچشمہ ہے، اس کے وجود پر قدسیوں کو ناز ہے، انبیا کی جانشینی اس کا رتبہ ہے۔ یہی ہے وہ ہستی جس کی نیند بھی عبادت ہے، ان ہی لوگوں کا پے در پے دنیا سے اٹھ جانا اور بندش ہو جانا علامت قیامت قرار پائی۔

لیکن یاد رکھنے کی بات ہے کہ یہ فیض صرف کتاب سے حاصل نہیں ہوتا، بلکہ معلم کی تعلیم اس کے لیے شرط اول ہے۔ انبیا کے معلم تو اللہ جل شانہ خود ہیں، پھر یہ انبیا اپنے اصحاب و حواریین کے معلم ہوئے اور اسی طرح وراثت نبوت کا یہ سلسلہ چلتا چلتا ہر بہترین شخص تک پہنچتا ہے۔ فرمان نبوی ہے کہ اس علم کو آنے والے ہر شخص سے بہترین طبقہ حاصل کرتا رہے گا جو اس علم کی مدد سے غلو کرنے والوں کی شدت، باطل پرستوں کی نسبت اور جاہلوں کی تاویلات سے پاک کرتا رہے گا۔ تو جب تک تعلیم و تعلم کا یہ سلسلہ اسی بھلائی کے ساتھ قائم رہے گا یہ دین بھی تحریفات سے پاک رہے گا۔

اوراگریہی علم معلم کی درست تربیت و تعلیم کے بغیر حاصل کرنے کی کوشش کی جائے تو پھر یہ چیز علم نہیں، یہ معلومات کا ذخیرہ اورانبار ہے، اوریہ ذخیرہ اورانبار کوئی کمال نہیں رکھتا، بلکہ یہ توگدھے پر بھی لادا جاسکتا ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ مَتَى يُتْرَكُ الْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ؟ قَالَ: «إِذَا ظَهَرَ فِيكُمْ مَا ظَهَرَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ قَبْلَكُمْ» ، قِيلَ: وَمَا ذَاكَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «إِذَا ظَهَرَ الْإِدْهَانُ فِي خِيَارِكُمْ، وَالْفَاحِشَةُ فِي شِرَارِكُمْ، وَتَحَوَّلَ الْمُلْكُ فِي صِغَارِكُمْ، وَالْفِقْهُ فِي أَرَاذِلِكُمْ».(جامع بيان العلم وفضله، 1/ 610)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو کب مکمل چھوڑ دیا جائے گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسی وقت چھوڑا جائے گا جب تک تم میں وہ باتیں پیدا نہ ہوجائیں جو بنی اسرائیل میں پیدا ہوئیں۔ صحابہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! وہ کون سی باتیں ہیں؟ تو ارشاد فرمایا کہ جب تمہارے اچھے لوگوں میں منافقت اور برے لوگوں میں فحاشی پیدا ہوجائے، کمتر لوگوں کے ہاتھوں میں حکومت اور گھٹیا لوگوں کے ہاتھوں میں علم چلا جائے گا، (تب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ختم ہوجائے گا)۔

رذیل اور گھٹیا لوگ وہ نہیں ہوسکتے جن کی سند تعلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جا ملتی ہے، جن کی تربیت ہمیشہ کسی لائق و فائق معلم سے ہوتی ہے۔ بلکہ مراد یہی ہے کہ معلومات کے ذخیرے رذیل اور گھٹیا لوگوں کے ہاتھوں میں ہوں گے تب اس دین کی روانگی کا وقت قریب آچکا ہوگا۔ چنانچہ چپے چپے اور کوچے کوچے سے سر اٹھائے وہ سوشل میڈیائی محققین اس حدیث کا کامل مصداق نظر آتے ہیں کہ باقاعدہ سلسلہ نبوت سے اس طرح فیض یاب نہیں ہوسکے کہ ان کی تربیت کسی معلم کامل کے ہاتھوں ہوئی ہو۔ اللہ تعالیٰ معلومات کی ان گٹھڑیوں کے شر سے ہماری اور ہماری نسلوں کی حفاظت فرمائے۔ آمین یارب العالمین

وہ علم نہیں، زہر ہے احرار کے حق میں
جس علم کا حاصل ہے جہاں میں دو کفِ جَو

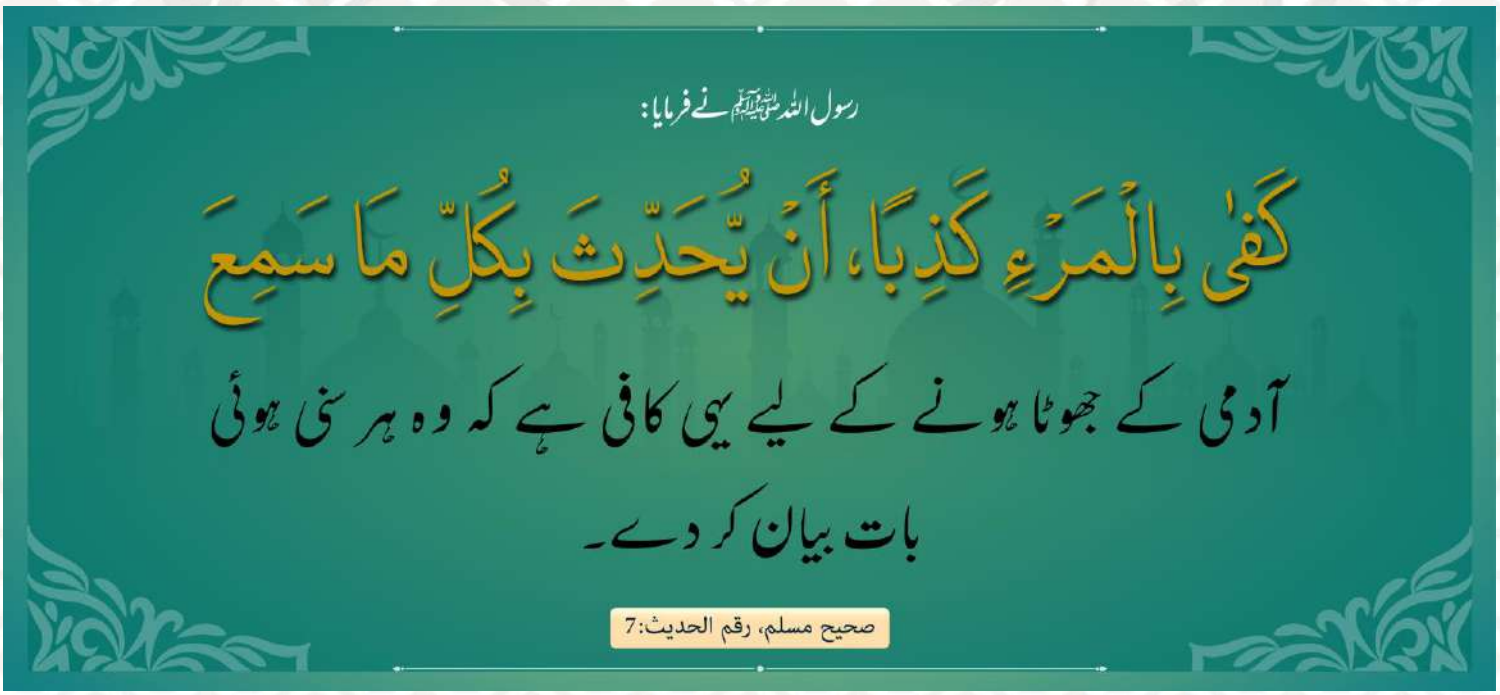

ماہانہ رپورٹ برائے آئینہ انجمن

قرآن اکیڈمی ڈیفنس

رجوع الی القرآن کورس سال اول کے تیسویں بیچ کا آغاز 08 مئی 2023ء بروز پیر سے ہوچکا ہے اس کورس میں 116 آن کیمپس اور 40 آن لائن داخلے ہوئے ہیں۔ رجوع الی القرآن کورس کے تحت خصوصی محاضرات و لیکچرز کے ضمن میں "محرم الحرام فضائل و مسائل" کے عنوان سے مدیر قرآن اکیڈمی یاسین آباد سید سلیم الدین صاحب نے تدریس فرمائی۔ مبادیاتِ علوم دینیہ کورس کا آغاز ان شاء اللہ 19 اگست بروز ہفتہ سے ہفتہ وار شروع ہورہا ہے. جس میں علم العقائد، عربی تکلم، صرفی و نحوی ترکیب اور خصوصی محاضرات شامل ہے۔ حلقات و دوراتِ دینیہ کے تحت پانچ کورسز جاری ہیں۔ حلقات و دوراتِ دینیہ برائے خواتین میں جاری کورسز الحمدللہ مکمل ہوچکے ہیں، البتہ اگست کے نصف ثانی میں ان شاء اللہ دیگر نئے کورسز کا آغاز کیا جائے گا۔"

سمر اسلامک کورس کے طلباء کو تعلیمی دورہ کے لیے نبی قاسم (جوکہ ادویات بنانے کی فیکٹری ہے) میں لے جایا گیا جہاں پر فیکٹری کے ذمہ داران نے تمام طلباء کو دو گروہوں میں تقسیم کرکے ادویات بنانے والی مشینری اور اس سے متعلق تعارف کروایا۔ یہ کورس الحمدللہ 27 جولائی کو مکمل ہوا۔ کورس کے شرکاء کو سرٹیفکیٹ دیے گئے اور اس کورس میں پڑھانے والے تمام اساتذہ کو مدیر ادارہ نے ہدیہ تشکر پیش کیا۔ سمر کورس کے طلبہ و طالبات کے والدین نے اس کاوش کو سراہا اور اس طرح کے کورس کو ہفتہ وار منعقد کرنے کا مشورہ بھی دیا۔

مدرسۃ القرآن للحفظ والقراءۃ کے تینوں شعبہ جات شعبہ حفظ قرآن، شعبہ ناظرہ قرآن اور شعبہ قاعدہ میں بنین و بنات دونوں میں تدریس جاری ہے۔ اس شعبے میں آن لائن کلاسز بھی جاری ہیں جس میں ملکی و غیر ملکی طلباء شامل ہیں۔

خطابِ جمعہ: ماہ جولائی کا دوسرا اور چوتھا خطبہ جمعہ نگرانِ انجمن و امیر تنظیم اسلامی جناب شجاع الدین شیخ اور پہلا اور تیسرا مدیر ادارہ جناب ڈاکٹر محمد الیاس صاحبان نے خطاب ارشاد فرمائے۔ دوران ماہ مسجد میں 5 تقاریب نکاح منعقد ہوئیں اور 5 نکاح نامے رجسٹرڈ ہوئے۔

قرآن اکیڈمی یٰسین آباد

رجوع الی القرآن کورس (سال اول سیکشن اے) میں کل حاضر طلباء و طالبات 152، اور رجوع الی القرآن کورس (سال اول سیکشن بی) میں کل حاضر طلباء کی تعداد 25 ہے۔ جب کہ رجوع الی القرآن کورس (سال دوم) میں کل 22 حضرات اور 20 خواتین زیر تعلیم ہیں۔ رجوع الی القرآن کورس کے تحت خصوصی محاضرات و لیکچرز میں "محرم الحرام فضائل و اعمال (خصوصی محاضرہ)" اور "مسلمان خواتین کے دینی فرائض (فکر اسلامی)" کے عنوان سے دو محاضرات منعقد ہوئے جن میں فرائض تدریس جناب استاذ عاطف محمود صاحب اور استاذ ڈاکٹر انوار علی صاحب نے سرانجام دیے، حاضرین کی تعداد تقریبا دو سو افراد تک رہی۔

حلقات و دورات (Short Courses) کے تحت کل نو کورسز جاری ہیں جن میں قرآن حکیم کی صرفی و نحوی تحلیل، دراسات دینیہ، عربی گرامر سنڈے، تجوید القرآن سہ پہر، دورہ ترجمہ قرآن بعد نماز عشاء (جمعہ)، سلسلہ وار دورہ ترجمہ قرآن اور خلاصہ مضامین قرآن (بعد فجر) شامل ہیں، حاضرین کی تعداد کم از کم 15 اور زیادہ سے زیادہ 115 تک ہے۔ اسلامک ڈے کیمپ کورس الحمدللہ مکمل ہوا۔ 47 طلبہ اور 50 طالبات سرٹیفیکیٹ کے لیے اہل قرار پائے۔

آن لائن کورسز کے تحت قرآن حکیم کی صرفی و نحوی تحلیل جناب استاذ عاطف محمود صاحب کی زیر تدریس جاری ہے۔ جس میں کل 8 شرکاء زیر تعلیم ہیں۔

مدرسۃ القرآن للحفظ والقراءۃ کے تحت شعبہ حفظ کل وقتی میں کل 97 طلبہ زیر تعلیم ہیں، اور درجہ قاعدہ میں کل 25 طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ الحمدللہ بارہ حفاظ کرام نے وفاق المدارس العربیہ کے امتحان میں نمایاں نمبرات سے کامیابی حاصل کی۔ اس کے علاوہ شرکت دعا میں باقاعدہ صبح طلبہ کرام تلاوت، نعت رسول مقبول ﷺ اور دعائیں، احادیث مبارکہ میں بھرپور حصہ لیتے ہیں۔ شعبہ مدرسۃ البنین والبنات (سہ پہر 2:30 تا 4:30) کے تحت درجہ قاعدہ میں کل 150، اور درجہ ناظرہ میں کل 90 طلبہ و طالبات زیر تعلیم ہیں۔ ماہ رواں درجہ قاعدہ و ناظرہ میں آٹھ طلبہ و آٹھ طالبات کو داخلہ دیا گیا۔ اس کے علاوہ ہفتہ وار بروز جمعہ طلبہ و طالبات کو کلمے و مسنون دعائیں یاد کرانے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

مغرب تا عشاء حلقہ برائے ناظرہ قرآن حکیم میں مقیم طلبہ کرام اور اہل محلہ و گردونواح سے حضرات تشریف لاتے ہیں۔ جن کی مجموعی تعداد 22 ہے۔

شعبہ دعوت و تبلیغ کے تحت ادارہ کی مسجد جامع القرآن میں کل چار خطبات جمعہ منعقد ہوئے جن کا موضوع اور مقرر ترتیب وار یہ ہیں: "اسلاموفوبیا۔ مغرب کا عمل اور ہمارا ردعمل" اور "کلمہ طیبہ کا مفہوم اور اس کے تقاضے" مقرر جناب استاذ محمد ارشد صاحب اور "محرم الحرام فضائل و اعمال" مقرر جناب استاذ عاطف محمود صاحب۔ اکیڈمک اسٹاف کی دعوتی و تبلیغی سرگرمیوں کے تحت کل پانچ مقامات پر سرگرمیاں رہیں۔

شعبہ تصنیف و تالیف کے تحت کتب چہرے کا پردہ و منتخب نصاب حصہ دوم کی پروف ریڈنگ حوالہ جات و احادیث کی تخریج کی گئی نیز آئینہ انجمن کی ڈیزائننگ و پروف ریڈنگ کا کام بھی کیا گیا۔

شعبہ خواتین میں مورخہ 27 جولائی 23ء کو اسلامک ڈے کیمپ کا اختتام ہوا۔ 50 طالبات کو کورس کے اختتام پر اسناد دی گئیں۔ کورس میں اعزازی طور پر خدمات انجام دینے والی معلمات کو بھی اسناد پیش کی گئیں۔ کورس کے اختتام تک طالبات کی اوسط حاضری 85 فیصد رہی۔ حلقات و دورات دینیہ کے سلسلے میں کل چار کلاسز جاری ہیں جن میں 21 سے 35 تک طالبات شریک ہیں۔

قرآن اکیڈمی کورنگی

رجوع الی القرآن کورس سال اول 2022-23 میں تقریباً 38 خواتین اور 20 حضرات شرکت کر رہے ہیں۔ "محرم الحرام (فضائل و مسائل)" کے موضوع پر خصوصی محاضرہ منعقد ہوا جس میں تدریس کی ذمہ داری جناب عاطف محمود صاحب نے ادا فرمائی۔ "امت مسلمہ کا عروج و زوال اور احیائی عمل کے تین گوشے" کے موضوع پر فکرِ اسلامی منعقد ہوا جس میں تدریس کی ذمہ داری مدیر تعلیم جناب ڈاکٹر محمد الیاس صاحب نے ادا فرمائی۔

مدرسۃ القرآن للحفظ والقرأۃ کے تحت شعبۂ بنین کے درجہ حفظ میں 46 جبکہ درجہ قاعدہ و ناظرہ میں 107 طلبا اور شعبۂ بنات میں 135 طالبات زیر تعلیم ہیں۔

مدرسۃ البنین للحفظ میں ناظمِ مدرسہ جناب حافظ محمد نعمان صاحب کی تدریس میں ایک تربیتی لیکچر منعقد ہوا۔ مدرسۃ البنین حفظ و ناظرہ میں ماہانہ بزم کا انعقاد کیا گیا جس میں طلبا نے قراءت، حمد و نعت اور تقاریر میں حصہ لیا۔ شعبۂ خواتین میں بڑی عمر کی خواتین کے لیے تجوید القرآن و ناظرہ کی کلاس میں تقریباً 35 خواتین زیر تعلیم ہیں۔ شعبۂ خواتین میں بڑی عمر کی خواتین کے لیے ماہانہ خصوصی لیکچر "ہجرتِ مدینہ (اندرونی استحکام کے لیے اقدامات)" کے موضوع پر منعقد ہوا۔ شعبۂ خواتین کے تحت درجہ قاعدہ کی طالبات کے لیے "راستہ کے آداب" اور "والدین کا احترام" کے موضوعات پر تربیتی لیکچرز منعقد کیے گئے۔ شعبۂ خواتین کے تحت درجہ ناظرہ قرآن کی طالبات کے لیے "ابولہب کا واقعہ (سورۃ اللھب)"، "فریضہ حج کی ادائیگی"، "غرور و تکبر"، اور "مسنون طریقے سے نماز کی ادائیگی" کے موضوعات پر تربیتی لیکچرز منعقد کیے گئے۔ شعبۂ خواتین کے تحت "فلسفۂ شہادت" کے موضوع پر ماہانہ درسِ قرآن بھی منعقد ہوا۔

حلقات و دورات و دینیہ کے تحت 13 خواتین امورِ خانہ داری تربیتی سلائی کورس میں فیض یاب ہو رہی ہیں۔ سیکنڈری کلاسز کی طالبات کے لیے 17 جولائی 2023 تا 27 جولائی 2023 تک دو ہفتوں پر مشتمل اسلامک سمر کیمپ منعقد کیا گیا۔ جس میں 45 طالبات نے شرکت کی۔ قرآن اکیڈمی کورنگی میں 15 جولائی 2023ء بروز ہفتہ سے حضرات کے لیے ہفتہ وار قرآن فہمی کورس کا آغاز ہوا۔ جس میں 17 طلبا شرکت کر رہے ہیں۔

دی ہوپ اسلامک اسکول

اسکول میں موسمِ گرما کی تعطیلات جاری ہیں۔

قرآن انسٹیٹیوٹ گلستان جوہر

اس ماہ رجوع الی القرآن کورس میں محرم الحرام فضائل و مسائل، دینی فرائض کا جامع تصور، مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق، امت مسلمہ کا عروج و زوال اور احیائی عمل کے تین گوشے کے عنوانات پر خصوصی محاضرات منعقد ہوئے۔ حضرات و خواتین کے لیے ہفتہ وار قرآن فہمی کورس اور بچوں اور بچیوں کے لیے دینی تربیتی کورس جاری ہے، 4 جولائی سے نوجوانوں کے موجودہ جدید مسائل کو دیکھتے ہوئے مدیر ادارہ نے ایک خصوصی لیکچر سیریز (Pearls Of Islam) کا آغاز کیا جس میں شرکا کی معتد بہ تعداد نے کورس میں رجسٹریشن کروائی اور شرکت کر رہی ہے۔ دوران ماہ مسجد میں نمازِ فجر کے بعد ترجمۂ قرآن کا انعقاد جاری ہے، جس کی ذمہ داری جناب ناظم مسجد سید ندیم احمد گیلانی صاحب ادا کر رہے ہیں۔ نماز ظہر کے بعد جناب سید جمیل احمد صاحب کی تدریس میں اصلاحی خطبات کا مطالعہ جاری ہے۔ بعد نماز عصر مولانا قاری غلام اکبر صاحب کی تدریس میں درس حدیث بھی جاری ہے۔ خطاب جمعہ کی سعادت مدیر ادارہ حاصل کر رہے ہیں۔ اور مسجد میں مدرسۃ القرآن برائے قاعدہ و ناظرہ بچوں کے لیے جاری ہے۔ ان بچوں کے لیے ہفتہ وار تربیتی نشست کا اہتمام بھی ہوتا ہے۔

قرآن انسٹیٹیوٹ لطیف آباد

الحمد للہ رجوع الی القرآن کورس بحسن و خوبی جاری ہے۔ مدرسۃ القرآن برائے قاعدہ و ناظرہ کے تحت صبح 9 تا 12 بجے اور دوپہر ظہر تا عصر بچوں کے لیے قاعدہ و ناظرہ قرآن اور آدابِ زندگی کی تعلیم کا سلسلہ جاری رہا۔ مغرب تا عشاء بالغان کے لیے تجوید القرآن کا سلسلہ باقاعدگی سے جاری ہے۔ 4 ہفتوں پر مشتمل Summer Course کی بحسن و خوبی تکمیل ہوئی، 30 بچے اور 50 بچیوں نے کورس کی تکمیل کی۔ ہفتہ اور اتوار حضرات و خواتین کے لیے ویک اینڈ کورس جاری ہے۔ بروز جمعہ بعد نمازِ مغرب ادارہ ہذا میں حضرات و خواتین کے لیے درسِ قرآن کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

قرآن مرکز لانڈھی

مدرسۃ القرآن للحفظ والقراءۃ للبنین والبنات میں شعبۂ بنین کے درجہ حفظ میں 65 جبکہ درجہ قاعدہ و ناظرہ میں 42 طلبا اور شعبۂ بنات میں 51 طالبات زیر تعلیم ہیں۔ ایک طالب علم نے حفظ قرآن کی تکمیل کی۔ یوم عاشورہ کے حوالے سے مدرسۃ البنین میں تربیتی لیکچر منعقد ہوا جس میں تدریس کی ذمہ داری مسؤل مدرسہ حافظ محمد لقمان صاحب نے ادا کی۔ اسی طرح بزم طلبا کا انعقاد بھی کیا گیا جس میں طلبا نے قراءت اور حمد و نعت میں حصہ لیا۔

حلقات و دورات و دینیہ کے تحت حضرات کے لیے قرآن فہمی ہفتہ وار کورس کا آغاز کیا گیا جس میں 25 حضرات شریک ہیں۔ اور خواتین کے لیے تجوید و عربی گرامر کلاس کا آغاز کیا گیا جس میں 13 خواتین شریک ہیں۔

شعبہ دعوت و تبلیغ کے تحت ہفتہ وار مجلس تذکیر بالقرآن میں قرآن حکیم کی چھٹی منزل میں "سورۃ الاحقاف" کا مطالعہ مکمل ہوا۔ آخری ہفتہ میں "محرم و عاشورہ: کے حوالے سے خصوصی بیان منعقد ہوا۔ ناظم مرکز محمد ہاشم صاحب مدرس کی ذمہ داری ادا فرماتے ہیں۔ ماہانہ درس قرآن و حدیث میں "فکر آخرت" کے موضوع پر محمد ہاشم صاحب نے بیان فرمایا۔ اور خواتین کے لیے "محرم الحرام" کے حوالے سے ماہانہ درس منعقد ہوا۔ جب کہ دو نکاح مسنونہ منعقد ہوئے۔

شعبۂ ملٹی میڈیا

مطالبات قرآن :

قرآن حکیم کے منتخب نصاب پر مبنی "مطالباتِ قرآن" کے عنوان سے Qtv کے لیے قرآن اسٹوڈیو میں نگرانِ انجمن محترم شجاع الدین شیخ صاحب کی 35 - 35 منٹ پر مشتمل ویڈیو ریکارڈنگز کا سلسلہ جاری ہے۔ الحمدللہ اس سلسلہ کے دو پروگرام Qtv پر ہفتہ اور اتوار کی شام 4 بجے نشر ہو رہے ہیں۔ اب تک اس سلسلہ کے 63 پروگرام ریکارڈ ہو چکے ہیں جو کہ Qtv کو ایڈیٹنگ کے بعد فراہم کیے جا چکے ہیں۔

تعلیمات قرآن :

خلاصۂ مضامین قرآن کی بنیاد پر تیار کردہ 30 اقساط پر مبنی پروگرام بعنوان تعلیمات قرآن سماء ٹی وی پر صبح 7 بجے نشر کیا جا رہا ہے۔

احتجاجی ریلی بسلسلہ حرمت و ناموسِ قرآن :

تنظیم اسلامی کے زیرِ اہتمام احتجاجی ریلی کا اہتمام کیا گیا، جس کی کوریج کے لیے شعبہ ملٹی میڈیا کی جانب سے حلقہ کراچی جنوبی اور حلقہ کراچی شمالی کی ریلی کی فوٹیجز ریکارڈ کر کے مرکز تنظیم اسلامی کو ارسال کی گئیں۔

درسِ قرآن ڈاٹ کام :

درسِ قرآن ڈاٹ کام کو گزشتہ ماہ 3 متفرق عنوانات کے کلپس ریکارڈ کر کے فراہم کیے گئے۔

آسان عربی گرامر :

رجوع الی القرآن کورس میں جاری آسان عربی گرامر کی پریزینٹیشن کی از سر نو اعلیٰ طرز پر تیاری اور اس کی ریکارڈنگ کے سلسلہ کا آغاز کیا گیا ہے، اس سلسلہ کی اب تک 45 کلاسز ریکارڈ کی جا چکی ہیں، جبکہ 23 اسباق کی پریزینٹیشن کی تیاری کا عمل مکمل ہو گیا ہے۔

خطبات جمعہ (نگران انجمن شجاع الدین شیخ صاحب حفظہ اللہ) :

ماہِ جولائی 2023ء میں مسجد جامع القرآن (قرآن اکیڈمی ڈیفنس) میں نگرانِ انجمن محترم شجاع الدین شیخ صاحب کے درج ذیل موضوع پر ہونے والے خطبۂ جمعہ کی ویڈیو ریکارڈنگ کی گئی جسے مرکز تنظیم اسلامی کے یوٹیوب چینل کے علاوہ انجمن کے آفیشل یوٹیوب چینلز پر اپلوڈ کیا گیا :

1. آرمی چیف کا قرآنی آیات سے مزین خطاب، تحسین تبصرہ اور گزارشات

2 . منشیات فروشی پر سزائے موت کا خاتمہ، تعلیمی اداروں میں شرمناک واقعات، توہینِ قرآن کے مسلسل واقعات پر امت کا طرزِ عمل اور فریضۂ شہادت

اس کے علاوہ قرآن اکیڈمی کراچی اور لاہور میں ہونے والے تمام خطباتِ جمعہ میں سے مختصر دورانیہ کے کلپس کا کام بھی شعبہ ملٹی میڈیا کی جانب سے کیا جارہا ہے۔

خطبات جمعہ (محترم عامر خان صاحب حفظہ اللہ) :

ماہِ جولائی 2023ء میں جامع مسجد شادمان ٹاؤن میں محترم عامر خان صاحب کے درج ذیل موضوعات پر ہونے والے خطبات جمعہ کی آڈیو ریکارڈنگز کی گئیں جنہیں انجمن کی ویب سائٹ پر اپلوڈ کیا گیا :

1 - حرمتِ قرآن اور ہماری ذمہ داریاں

2 - دینِ اسلام کا فلسفہ شہادت

روشنی (ریڈیو پاکستان) :

ریڈیو پاکستان پر روشنی کے عنوان سے نشر ہونے والے پروگرام کے لیے نگرانِ انجمن محترم جناب شجاع الدین شیخ صاحب کے 3 لیکچرز ریکارڈ کرکے ان کی آڈیو ریکارڈنگز ریڈیو پاکستان کو فراہم کی گئیں۔

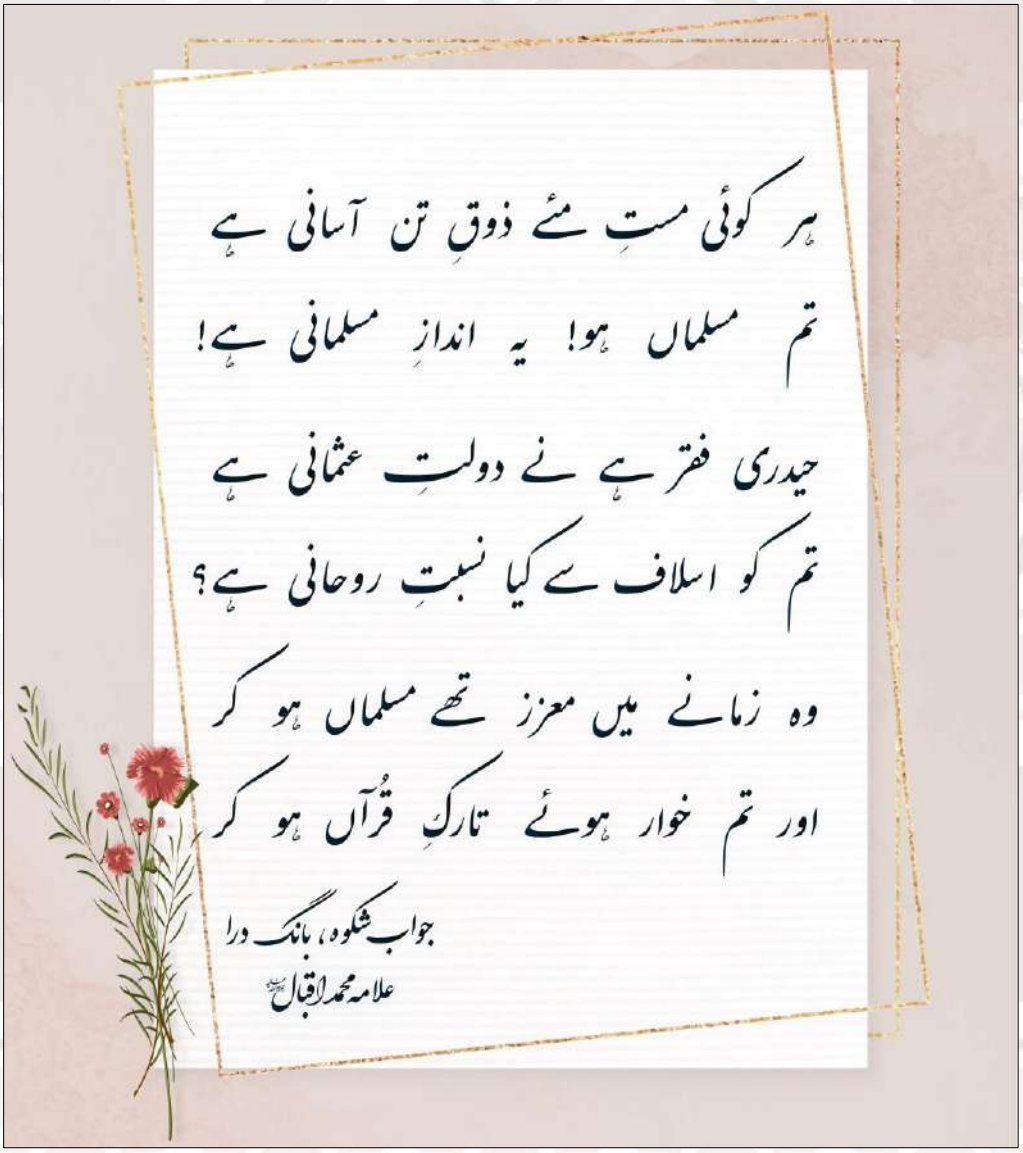

انجمن خدّام القرآن اغراض و مقاصد

انجمن خدّام القرآن
سندھ، کراچی، رجسٹرڈ

انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی کے قیام کا مقصد و منبع ایمان اور سرچشمۂ یقین قرآن حکیم کے علم و حکمت کی وسیع پیمانے اور اعلیٰ علمی سطح پر تشہیر و اشاعت ہے۔ تاکہ اُمت مسلمہ کے فہیم عناصر میں تجدید ایمان کی ایک عمومی تحریک برپا ہوجائے اور اس طرح اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور غلبۂ دینِ حق کے دورِ ثانی کی راہ ہموار ہوسکے۔

انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی کے اغراض و مقاصد:

☆ عربی زبان کی تعلیم و ترویج۔

☆ قرآن مجید کے مطالعے کی عام ترغیب و تشویق۔

☆ علومِ قرآنی کی عمومی نشر و اشاعت۔

☆ ایسے نوجوانوں کی مناسب تعلیم و تربیت جو تعلّم و تعلیمِ قرآن کو اپنا مقصدِ زندگی بنالیں، اور

☆ ایک ایسی قرآن اکیڈمی کا قیام جو قرآنِ حکیم کے فلسفہ و حکمت کو وقت کی اعلیٰ ترین علمی سطح پر پیش کرسکے۔

☆☆☆

مرکزی دفتر انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی، رجسٹرڈ B – 375، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ روڈ، بلاک 6، گلشن اقبال، کراچی۔ فون نمبر 7 – 34993436 – 021